© rasailojaraid.com

رشوت، معاشرۂ انسانی کا گھن

(ایک علمی تجزیہ)

جناب حافظ محمد نعیم صاحب ندوی صدیقی ایم ، اے

تمہید دنیا کی پوری تاریخ عظیم ترقی یافتہ اقوام کی عبرت انگیز داستان سے لبریز ہے وہ قومیں جنھوں نے اس رُبعِ مسکوں پر ایک عرصۂ دراز تک اپنی قوت وشوکت اور سطوت وہیبت کے علم لہرائے، علوم وفنون کے دریا بہائے، محیر العقول قلعے اور باغات تعمیر کیے اور یم ہستی میں طوفان برپا کر دیے تھے۔ لیکن پھر وہ حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے یوں نیست ونابود ہوگئیں کہ اب ان کا نام ونشان محض "اساطیر الاولین" کی حد تک ہی ملتا ہے۔

گزشتہ اقوامِ عالم کے زوال وادبار اور نکبت وبربادی کے اسباب وعلل کا غائرانہ مطالعہ وتجزیہ کیا جائے تو ہر بحث جدا اسی ایک مرکزی نقطہ کے محور پر گردش کرتی نظر آئے گی کہ امم ماضیہ صرف اس وجہ سے قہر خداوندی کی سزاوار ہوئیں کہ وہ آسمانی ہدایت کو فراموش کر کے اپنے نفس وشہوت کے جال میں اسیر ہوگئی تھیں۔

آج ملکوں اور قوموں کا جو نقشہ ہے بلاشبہ وہی عہد رفتہ میں ان قوموں کا تھا جو عروج واقبال اور شان وشوکت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں۔ مثال کے طور پر صرف اسرائیلیوں، کلدانیوں، مصریوں، رومنوں، یونانیوں، علویوں، عباسیوں، سلجوقیوں، تاتاریوں، بغدادیوں۔ غرناطیوں اور قرطبیوں کے نام ذکر کر دینا کافی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاریخ کی اس عبرت انگیز شہادت کے باوجود قلم کا سینہ شق ہوتا ہے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ آج دنیا کی تمام قومیں علی الخصوص اسلامیانِ عالم کیریکٹر و اخلاق کی پستی اور بغض و عناد، نفرت و حقارت، بے رحمی و بے ایمانی اور شقاوت و بربریت جیسی آدم خور برائیوں کے سمندر میں غرق ہیں۔ اور انھیں اس کا احساس تک نہیں ہے۔ یاد رکھیے بدکردار، بدنہاد اور بداخلاق اقوام کے لیے خدا کا قانون اٹل ہے۔ اگر مسلمانوں نے خاص طور پر اپنے باہمی افتراق و تشتّت کو دور نہ کیا۔ کردار و اخلاق میں بلندی نہ پیدا کی اور مذہب کے خود ساختہ غلط تصورات و خیالات، گروہ بندیوں اور فرقہ بندیوں کی لعنت سے نجات نہ حاصل کی تو وہ بھی اقوامِ ماضیہ کی طرح خاک میں مل کر نسیاً منسیاً ہو جائیں گی۔

آج ہر طرف افراتفری، لوٹ کھسوٹ، بد دیانتی، رشوت خوری، مکر و فریب، سودی داد و ستد، جھوٹ اور ظلم و جور کا بازار گرم ہے۔ ہندو ہوں یا مسلمان، سکھ ہوں یا عیسائی سب ہی اس حمام میں عریاں نظر آتے ہیں۔ ان کے اخلاق و کردار کی پستی کا یہ عالم ہے کہ اپنے پڑوس میں نادار و مفلس اور بیوہ و یتیم کی آہ و فغاں سنتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے عشرت کدوں سے نکل کر ان کی حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ بغیر سود در سود کے ان کو قرض نہیں دے سکتے، اور رشوت لیے بغیر ان کے کام نہیں کر سکتے۔ آج کچھ ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ دنیا رجعتِ قہقری کر کے چھٹی صدی عیسوی کے اس عہدِ مُظلِمہ میں پہونچ چکی ہے جب ظلمات کی تمام قہرمانی بلائیں انسانی قلوب کو ناگن کی طرح ڈستی چلی جا رہی تھیں اور انسانیت تباہی و ہلاکت کے دروازوں پر دستک دے رہی تھی۔ لیکن اللہ جل شانہٗ کے عفو و مغفرت کے سمندر میں موجیں پیدا ہوئیں اور اس نے عرب کے ریگ زار میں اپنی رحمت کے سوتے کھول دیئے تھے یعنی نبی عربی (فداہ ابی و امی) کی بعثت نے تو بر تو تاریکیوں کو یکسر چھانٹ کر رکھ دیا تھا۔

خداوندِ قدوس نے جو ضابطۂ حیات دے کر سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس گم کردہ راہ دنیا کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ وہ بلاشبہ ہر گوشے سے کامل اور جامع تھا۔ زمانہ بدلتا رہا، انقلابات رونما ہوتے رہے۔ لیکن یہ قانون ابدی ہر عنصر و عہد کے عقدہ ہائے مشکل کی گرہ کشائی کرتا رہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمر بھر اسی نظام حیات کو عام کرنے کے لیے جد و جہد کرتے رہے اور آپؐ نے اپنی بار آور مساعی کے ذریعے پورے کرۂ ارض سے برائیوں کی جڑ کاٹ کر اسے امن و آشتی کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ شرک و کفر کی بدلیاں چھٹ کر رہ گئیں۔ اسلام کے دیئے ہوئے نظامِ زندگی کو اپنا کر اس وقت ایک ایسا صالح اور صحت مند معاشرہ تیار ہو گیا تھا جو رہتی دنیا تک لائق تقلید اور نمونۂ عمل ہے۔

تاریخ شاہدِ عدل ہے کہ امت مسلمہ جب تک اسلامی تعلیمات کی صحیح تصویر تھی اور جب تک اس کے اعمال میں پاکیزگی اور دل میں ایمان کی روشنی اور تڑپ تھی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی پابند، دیانت و امانت اور صداقت و عفت کی علمبردار، رحم و مروت اور جذبۂ مساوات و خدمت خلق سے سرشار تھی وہ صدیوں تک اپنی سیادت و قیادت کے ذریعہ دیگر اقوام پر فائق اور ممتاز رہی۔ اور اس کی شجاعت و دلیری کے چرچے قیصر و کسریٰ کے بلند رفعت ایوانوں کو لرزہ بر اندام کر دیتے تھے ان کے اعمالِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ دشمنوں کے دلوں کو بھی فتح کر لیتے تھے یہی وجہ ہے کہ عہدِ فاروقی میں فتحِ حمص کے تقریباً ۶ ماہ بعد جب اسلامی افواج وہاں سے واپس ہونے لگیں تو مقامی عیسائی اور یہودی دھاڑیں مار مار کر روتے اور عاجزانہ التجا کرنے لگے کہ "خدا کے واسطے ہمیں ظالم رومنوں کے پنجوں میں نہ چھوڑیئے" (حالانکہ رومی ان ہی کے ہم مذہب تھے)

لیکن مرورِ ایام کے ساتھ جوں جوں قرآنی تعلیمات اور رسولؐ کے اسوۂ حسنہ سے بُعد بڑھتا گیا، دوسری قوموں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نفرت و حقارت کے جذبات ابھرنے لگے یہاں تک کہ اب بعض ممالک میں غیر مسلموں کو مسلمانوں کا وجود بھی گوارا نہیں رہ گیا ہے۔ یہ کوئی مقامِ استعجاب و تحیّر نہیں ہے بلکہ منشائے خداوندی کے عین مطابق ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایمان و ایقان کا علم سربلند کرنے والے جب قعرِ ادبار و مذلت میں گرنے لگتے ہیں تو اللہ جل شانہٗ دوسری اقوام کو بطور عذاب ان پر مسلط و مقرر فرما دیتے ہیں تاکہ وہ ان کے شکنجے میں کسنے کے بعد از سر نو اپنے ایمان کا محاسبہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ملّتِ مسلمہ کے اس ضعف و ذہن کا ایک بڑا سبب مغربی تہذیب و تمدن کی اندھی تقلید بھی ہے۔ اس کے ظاہری رنگ و روغن اور چمک دمک کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں بجائے عقلی و نقلی دلائل کے یورپ کا طرزِ عمل ہی ہر رائے کے خطا و صواب اور ہر عمل کے خیر و شر ہونے کا معیار قرار پا گیا۔ پوری مسلم قوم اپنے مخصوص تہذیب و تمدن سے دامن چھڑا کر مغرب سے آنے والے سیلابِ بلاخیز کی لہروں میں بہہ گئی۔ وہ تمام مفاسد اور برائیاں جن کی بنا پر یورپ اخلاقی جذام میں مبتلا تھا یہاں بھی در آئیں۔ مثال کے طور پر رشوت ہے۔ یہ درحقیقت معاشرۂ انسانی کا ایک ایسا گھن ہے جو اندر ہی اندر اسے تباہ کرتا جاتا ہے۔ یہ معیشت کا ایک ایسا کیڑا ہے جس نے سماج کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

یاتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ امن الحلال ام من الحرام۔

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی پرواہ ہی نہ کرے گا کہ وہ کیا لے رہا ہے، حلال ہے یا حرام ہے۔

آج وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مخبرِ صادق کے اس صاحبِ بصیرت انسان کی اس پیشینگوئی کے مظاہر کن کن نت نئے عنوانات کے ساتھ سامنے آتے جا رہے ہیں۔ آج قوم کا ہر فرد شب و روز چکّی کی طرح کسبِ زر کے لیے کوشاں ہے۔ وہ ہر وقت صرف اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے کہ کس طرح بیش از بیش مال اسے حاصل ہو جائے اور کبھی بھول کر بھی یہ خیال اس کے نہاں خانۂ دماغ میں نہیں آتا کہ حصولِ مال کا یہ طریقہ شریعت کے مطابق ہے بھی یا نہیں جائز ہے یا ناجائز، مناسب ہے یا نامناسب، حرام ہے یا حلال؟ اب تو نوبت یہاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک پہنچ گئی ہے کہ عام طور پر لوگ ہر اس چیز کو جائز اور حلال تصور کرتے ہیں جو ان کے تعیش اور حظِ نفس کا ذریعہ بن جائے۔

صرف یہی وجہ ہے کہ انسانی زندگی میں آج حرص و آز کی کثرت ہوگئی ہے۔ نتیجتاً دولت سے برکت یکسر ختم ہو کر رہ گئی ہے، جس راہ سے مال کی ریل پیل ہوتی ہے۔ دیکھتے دیکھتے وہ اسی راہ سے رخصت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رات کے کروڑپتی کے صبح کو دیوالیہ ہو جانے کی مثالیں اوراقِ ہستی پر بکھری ہوئی بکثرت مل سکتی ہیں۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

"جو شخص حرام کا مال کھاتا ہے۔ اس میں برکت نہیں دی جاتی۔
اور اس کا صدقہ قبول نہیں کیا جاتا اور جو کچھ وہ پیچھے چھوڑ جاتا ہے
وہ اس کے لیے دوزخ کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے۔"

شرعی حیثیت سے تو رشوت کی حرمت قطعی ہے ہی، خود عقل و اخلاق کی رُو سے بھی یہ سماج و معاشرہ کے خلاف غداری کے مرادف ہے۔ کسی قوم کی عمارت اسی وقت مستحکم ہو سکتی ہے۔ جب اس کے بنیادی عناصر میں باہمی ہمدردی، تعاون و تکافل اور مؤانست و اخوت کا دور دورہ ہو اور رشوت اس میں ایک ناقابلِ تلافی شگاف پیدا کر دیتی ہے۔ گو کہ رشوت کا وجود کسی نہ کسی شکل میں ہر عہد میں رہا لیکن اس کا جتنا عموم آج ہو گیا ہے۔ اغلباً تاریخ کے کسی دور میں نہ رہا ہوگا۔

اس طویل تمہید کے بعد اب ذیل میں ہم کتاب و سنت اور عقل و اخلاق کی روشنی میں رشوت کے حرام، ناجائز اور نامناسب ہونے کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ شاید کہ اس کا مطالعہ کسی ایک فرد کی بھی بگڑی زندگی کا اہم موڑ بن جائے۔

رشوت کی تعریف: رشوت ہر اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو کسی فرضِ منصبی کی ادائیگی، واجب کام کی انجام دہی اور ناحق و ناانجام کرنے کے لیے نقد رقم یا کسی دوسری چیز کی شکل میں وصول کیا جاتا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رشوت کی تعریف کرتے ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجمع البحار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

" رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے کر اپنے اپنے موافق کرلے "

ناجائز معاوضہ کسی فرض منصبی کی ادائیگی میں ناجائز معاوضہ لینے کی مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) کسی بل یا چیک متعلقہ حاکم سے منظور کرانے کے لیے کسی شخص کو تعویق میں ڈالے رکھنا۔ حتیٰ کے مبتلی بہ شخص اس کلرک کو کچھ "حق" ادا کرے اور پھر فوراً اس کا کام ہو جائے۔

(۲) کسی کی سفارش یا "کچھ" دینے کی وجہ سے اصلی حق دار کو محروم کرکے غیر مستحق کے حق میں فیصلہ کر دینا۔

(۳) کسی منصبی فرض کو انجام دینے کے لیے کچھ اپنا "حق الخدمت" وصول کرنا اور اس کے نہ ملنے کی صورت میں مبتلی بہ کو پریشان کرنا، ڈرانا اور دھمکانا وغیرہ۔

مذکورہ بالا ان تینوں صورتوں کے علاوہ اور بھی متعدد صورتیں ایسی ہیں جن میں لیا گیا معاوضہ قطعی ناجائز اور ناحق ہوتا ہے، کسی مظلوم، آفت رسیدہ پریشان حال اور حاجت مند کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا یوں قانونِ اخلاق کی رو سے قطعی غیر انسانی حرکت ہے اور پھر جب اس پر قرآن و حدیث دونوں نے سخت نکیر فرمائی ہو تو اس کی حرمت اور شناعت مزید مسلم ہو جاتی ہے۔

تحریم رشوت، قرآن کی روشنی میں خداوند قدوس نے اپنی مخلوق کے لیے ایک نہایت صالح اور صحتمند معاشرہ تجویز کیا ہے۔ جس میں ملت کا ہر فرد ایک دوسرے کا مونس و غمخوار اور ہمدرد ہو۔ ایک کی ذرہ برابر تکلیف دوسرے کا شب و روز کا چین اڑا دے۔ اور ایک کی خوشی دوسرے کے لیے شادیانۂ مسرت ثابت ہو۔ جہاں یہ اسپرٹ مجروح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہ جذبہ مضمحل ہوگا وہیں سے قوم کی عمارت متزلزل ہو جائے گی۔
چنانچہ اللہ جل شانہ' نے انسان کو رزق حلال کمانے کا حکم دیا تاکہ ہر شخص کسب مال میں اور معاش میں ساعی رہے۔ اور کسی کے حاشیہ خیال میں کبھی یہ بات نہ آسکے کہ وہ دوسرے کے مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرے اور اس طرح سے جو رزق حاصل ہوگا وہ حلال اور طیب ہوگا اور اس سے نشو و نما پایا ہوا جسم انسانی کامل طور پر طاہر ہوگا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ٥	اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو۔

دوسری جگہ فرمایا ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۔	اے لوگو زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کی اتباع نہ کرو کیونکہ بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اسی طرح سورۂ اعراف میں حرام و حلال کی ایک جامع فہرست بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان گویا خط فاصل کھینچ دیا ہے۔ فرمایا ۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ٥	آپ کہہ دیجئے میرے رب نے حرام کیا ہے۔ صرف بے حیائی کی باتوں کو جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو جس کی سند اس نے نہیں اتاری اور اس بات کو کہ لگاؤ اللہ کے ذمے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیت مذکورہ بالا کا ہر لفظ در حقیقت اپنے اندر تفصیلات کا ایک دفتر نہاں رکھتا ہے "الفواحش" میں تمام علانیہ و خفیہ کام اور ان پر اکسانے والی چیزیں آجاتی ہیں۔ "الاثم" میں ہر قسم کے صغائر و کبائر داخل ہیں خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے "البغی" سے حیوانی رذیل خصائل مراد ہیں "بغیر الحق" میں ظلم کی حد تک پہونچی ہوئی زیادتیاں شامل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اب یہ امر متعین ہوگیا کہ غیر کے مال کو کسی ناجائز طریقہ سے حاصل کرنا در حقیقت باطل اور حرام مال لینا ہے قرآن نے ناجائز طریق سے حاصل کردہ مال (جس میں رشوت بھی شامل ہے) کے بیان میں کسی ابہام سے کام لیے بغیر بہت صراحت اختیار کی ہے۔ علاوہ ازیں رشوت کی حرمت کو مستقل طور سے بھی واضح کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:[۵۵]

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؏	اور ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق مت کھاؤ اور نہ پہونچاؤ ان کو حاکموں تک تاکہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال سے ظلم کرکے (ناحق) اور تم جان رہے ہو۔

آیت بالا میں "الاکل" در حقیقت "الاخذ" کے معنی میں مستعمل ہوا ہے یعنی مال کو ناجائز طریقہ سے لینا۔ اور کسی طرح بھی اپنے تصرف میں لے آنا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اس مال کو کھایا نہ جائے، بلکہ کسی اور مصرف میں استعمال کرلیا جائے تو وہ جائز ہو جائے گا۔ کیونکہ عمومی طور پر مال کے حصول کا مقصد کنبہ پروری ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن نے "الاکل" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جمیع مفسرین نے اس کو "الاخذ" ہی کے معنی پر محمول کیا ہے:

چنانچہ علامہ آلوسی آیت زیر نظر کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ[۵۶]

المراد من الاکل ما یعم الاخذ والاستیلاء	اکل سے مراد اخذ اور تسلط ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ رشید رضا مصری رقمطراز ہیں: ۵۸

المراد بالاکل مطلق الاخذ والتعبیر من الاخذ بالاکل معروف فی اللغۃ تجوزوا فیہ قبل نزول القرآن۔

اکل سے مطلقاً اخذ مراد ہے اور یہ چیز لغت میں معروف عام ہے۔ اہل زبان نزول قرآن سے قبل بھی اسی طرح استعمال کرتے تھے۔

عصر حاضر کے باکمال مفسر اور صاحب اسلوب ادیب مولانا عبدالماجد دریا بادی آیت زیر بحث کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے خامہ ریز ہیں: ۵۹۔

"اکل یہاں لفظی معنی میں نہیں۔ یعنی صرف "کھانا" مراد نہیں بلکہ کسی طرح بھی اپنے تصرف میں لے آنا ہے۔ اردو میں محاورہ بھی ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ فلاں صاحب روپیہ کھا گئے یا روپیہ ہضم کر گئے اور بالباطل ہر نا جائز طریق مراد ہے.... وہ مال (حلال) بھی باطل ہی کے حکم میں آتا ہے جو اس کے مالک سے اس کی خوش دلی کے بغیر حاصل کیا جائے گو مالک اسے خوشی سے بھی دے رہا ہو۔ لیکن شریعت نے اس مد کو نا جائز قرار دیا ہو۔"

آیت میں اموالکم کا لفظ قرآن کی بلاغت کا ایک شاہکار نمونہ ہے۔ حکم فرمایا کہ

"اپنا مال نہ کھاؤ"، رشوت لینے والا بظاہر دوسرے کا مال حاصل کرتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ اپنے ہی مال کو نامناسب طریقے سے غصب کرتا ہے۔ کیونکہ "انما المومنون اخوۃ" کے اصول کے تحت ملت کے تمام افراد ایک ہی برادری سے متعلق ہیں۔ ان میں باہم اس طور پر اسلامی اخوت پائی جاتی ہے کہ ایک انسان کی کوئی چیز درحقیقت پوری قوم کی ملکیت ہے۔ اس کی مثالیں قرآن میں دوسرے مقامات پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی ملتی ہیں۔ جیسے لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ، لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی کسی بھی فرد کی جان، مال اور آبرو کا احترام اور حفاظت اصل میں اپنی مال، جان اور آبرو کا احترام اور حفاظت ہے۔

اور "باطل" کا مطلب یہ ہے کہ اس مال کے مقابل میں کوئی حقیقی شئے نہ ہو جسے اس مال کا معاوضہ قرار دیا جاسکے۔ مثال کے طور پر ایک پیشکار کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ عوام کی شکایات اور درخواستوں کو حاکم کے روبرو پیش کرے اب اگر وہ کسی شخص سے درخواست پیش کرنے کا کچھ "حق الخدمت" لیتا ہے تو یہ رشوت ہے اور قطعی ناجائز اور حرام۔ کیونکہ درخواست پیش کرکے تو اس نے اپنا فرض منصبی انجام دے دیا جس کی تنخواہ وہ حکومت یا متعلقہ محکمہ سے ماہ بماہ وصول کرتا ہے۔ اب یہ "حق الخدمت" کے نام سے جو معاوضہ ہے اس کے مقابل میں کوئی بھی چیز باقی نہیں رہتی۔ لہذا اس کے جواز کا کوئی سوال نہیں۔

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں ۵۹:-

اما الباطل فھو مالم یکن فی مقابلۃ شیٔ حقیقی ..... فقد حرمت الشریعۃ اخذ المال بدون مقابلۃ حقیقۃ۔	باطل کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مقابل میں کوئی حقیقی چیز نہ ہو..... لہذا شریعت نے بغیر حقیقی شئے کے مقابل مال لینے کو حرام قرار دیا ہے۔

مفسر ابو حیان اندلسی نے لکھا ہے کہ بالباطل سے مراد یہ ہے کہ اموال کو ایسے طریق سے لیا جائے جو مشروع نہیں ہے۔ رقمطراز ہیں ۶۰:-

فیدخل فی ذلک الغصب والنھب والقمار وحلوان الکاھن والخیانۃ والرشاء وما یأخذہ المنجمون وکل مالم یأذن فی اخذہ الشرع۔	چنانچہ اس میں لوٹ کھسوٹ، جوا، کاہن کی رشوت خیانت، رشوت اور جو نجومی لیتے ہیں اور ہر وہ چیز شامل ہے جس کے لینے کی شریعت نے اجازت نہیں دی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور تفسیر خازن کے مطابق ظلم کرنا، چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، رہزنی کرنا، جوا کھیلنا، گانے بجانے کو ذریعہ روزگار بنانا۔ لہو و لعب کے کھیل دکھا کر روزی کمانا، رشوت لینا، جھوٹی گواہی دینا، جعلی دستاویزات تیار کرنا، دروغ حلفی کرنا، حاکموں کو نذر نذرانے اور ہدیے و تحفے پہونچانا، ان کی دعوتیں کرنا اور امانت میں خیانت کرنا خواہ مسلم سے یا غیر مسلم سے) یہ سب چیزیں ناجائز طریق (با لباطل) کی تعریف میں داخل ہیں ۱۱ :-

یہاں تک کی گفتگو آیت کریمہ کے پہلے جزو یعنی ناجائز طریق سے مال حاصل کرنے کے بارے میں تھی۔ جس میں دوسری صورتوں کے ساتھ رشوت بھی داخل ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تصریحات سے ظاہر ہوا۔ اس کے بعد آیت کا دوسرا جزو رشوت کی حرمت کے سلسلہ میں بہت صریح ہے فرمایا گیا:

وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اور تم حکام کے پاس رشوت نہ پہونچاؤ تاکہ تم لوگوں کا مال ناحق کھا جاؤ۔ درآنحالیکہ تمہیں علم ہو۔

آج کچہریوں، دفتروں، پرائیویٹ اداروں، سرکاری محکموں یہاں تک کہ تعلیمی اداروں میں اس رشوت کی جو بہتات ہے وہ اہلِ نظر و خرد سے مخفی نہیں۔ علامہ آلوسی آیت کریمہ کے اس جزو کی نسبت رقمطراز ہیں کہ ۱۲ :-

لَا تُلْقُوْا بَعْضَهَا اِلَى حُكَّامِ السُّوْءِ على وجه الرشوة۔

کچھ مال بُرے حکام کو رشوت کے طور پر نہ دو۔

عربی میں ادلاء کے معنی پانی نکالنے یا کسی اور غرض کے لیے کنویں میں ڈول ڈالنے کے ہیں، اسی سے استعارۃً مقصود حقیقی یا کسی شے تک پہنچنے کے معنی میں لے لیا گیا۔

چنانچہ لغات القرآن میں ہے ۱۳ :-

"تدلوا، ادلاء سے ہے۔ جس کے معنی ڈول نکالنے کے ہیں۔ اسی اعتبار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے بطور استعارہ کسی چیز تک پہونچنے اور کسی شے کے ڈالنے کے لیے استعمال ہوتا ہے "

حافظ ابن جریر طبری رقمطراز ہیں ؎ :-

اصل الادلاء ارسال الرجل الدلو فی سبب متعلقاً بہ فی البئر

ادلاء کی اصل کسی شخص کا کنویں میں کسی غرض کے لیے ڈول ڈالنا ہے ۔

اور علامہ آلوسی لکھتے ہیں ؎ :-

والادلاء فی الاصل ارسال الحبل فی البئر ثم استعیر للتوصل الی الشئی

اصل میں ادلاء کے معنی کنویں میں رسی ڈالنے کے ہیں پھر کسی شے تک پہونچنے کے معنی میں اس لفظ کو مستعار لیا گیا ۔

رشوت کو "ادلاء دلو" سے تشبیہ دینے کی دو وجہیں ہیں ۔ امام فخر الدین رازی اس کی توضیح کرتے ہوئے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں لکھتے ہیں ؎ :

" (۱) بلا شبہ رشوت ضرورت کی رسی ہے ۔ پس جس طرح پانی سے بھرا ہوا ڈول رسی کے ذریعہ دور سے قریب کھینچ لیا جاتا ہے ۔ اسی طرح مقصد بعید کا حصول بھی رشوت کے ذریعہ قریب ہو جاتا ہے "

(۲) جس طرح حاکم کو رشوت دے کر بغیر کسی تاخیر کے فوراً موافق فیصلہ کرا لیا جاتا ہے اسی طرح ڈول بھی جب پانی نکالنے کے لیے کنویں میں ڈالا جاتا ہے تو غایت درجہ تیزی سے چلا جاتا ہے "

ابو حیان اندلسی تدلوا بہا الی الحکام کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎ :-

معناہ لا ترشوا بہا الی اموال الحکام لیقضوا لکم بأکثر منہا

اس کے معنی یہ ہیں کہ حکام کو مال کی رشوت نہ دو تاکہ وہ تمہارے موافق فیصلہ کر دیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن عطیہ نے ابوحیان کے مذکورہ بالا قول کو راجح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے ؎ :-

لان الحاکم مظنۃ الی شائع الا من غصم وھو الاقل — اس لیے کہ حاکم ہی زیادہ رشوت لیتے ہیں الا یہ کہ کوئی مامون رہے مگر ایسے حاکم خال خال ہی مل سکیں گے۔

تفسیر مدارک میں ہے ؎ :-

وتدلوا بہما ای وتلقوا بعضہا الی حکام السوء علی وجہ الرشوۃ یقال ادلی دلوہ ای القاہ فی البئر للاستسقاء — وتدلوا بہما یعنی برے حکام کو مال رشوت کے طور پر مت دو۔ کہا جاتا ہے کہ ادلیٰ دلوہ یعنی اس نے کنویں سے پانی نکالنے کے لیے اس میں ڈول ڈال دیا۔

متذکرۃ الصدر تفصیلات سے معلوم ہوا کہ جمیع مفسرین نے اس آیت کریمہ کو تحریم رشوت کے باب میں صریح قرار دیا ہے۔ کیونکہ جب ناجائز طریق سے مال کے حصول میں رشوت کا تعین ہو جاتا ہے تو پھر "لا تاکلوا" سے اس کی حرمت پر مہر قطعی ثبت ہو جاتی ہے۔

۲ احادیث کی روشنی میں | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا مقصد اولین اور مشن ہی یہ تھا کہ اس کرۂ ارضی پر خدائے وحدہٗ لا شریک کا اطاعت گذار ایک ایسا معاشرہ وجود میں آجائے جو ہر گوشہ اور ہر حیثیت سے اس طرح مکمل ہو کر آنے والی نسلیں اسے نمونۂ عمل اور دلیل راہ بنائیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کی بار آور مساعی کے ثمرہ میں قرونِ اولیٰ کے بے نظیر معاشرہ کی مثال سے پوری تاریخ انسانی خالی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماج اور سوسائٹی سے تمام برائیوں کی جڑ کاٹتے ہوئے رشوت پر بھی شدید نکیر فرمائی ہے۔ چنانچہ تحریم رشوت کے سلسلہ کی بنیادی حدیث جس میں رشوت لینے اور دینے والوں کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الراشی والمرتشی کلاھما فی النار[۲۰] — رشوت لینے اور دینے والے دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اس حدیث سے متعلق امام ترمذی رقمطراز ہیں :۔

حدیث ابی سلمۃ عن عبد اللہ بن عمرو عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن شیٔ فی ھذا الباب[۲۱]

ابو سلمہ کی حدیث جو انھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اس باب میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثوں میں رشوت پر شدید ترین نکیر فرمائی گئی ہے۔ چند درج ذیل ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنۃ اللہ علی الراشی والمرتشی[۲۲]

عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رشوت لینے اور دینے والے پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الآکل والمطعم الرشوۃ[۲۳]

حضرت عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے رشوت کھانے اور کھلانے (لینے اور دینے) والے پر لعنت کی ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی[۲۴]

عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت کی ہے۔

اور نہ صرف رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے بلکہ وہ شخص جو ان دونوں کے درمیان معاملت اور دلالی کا کام انجام دیتا ہے وہ بھی اسی سزا کا مستوجب اور مستحق قرار دیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ فرمایا گیا:۔

عن ثوبان قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرائش والمرتشی والراشی الذی یمشی ۔ ؎۲۵

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے دینے والوں اور وہ شخص جوان دونوں کے درمیان دلالی کرے ان سب پر لعنت کی ہے۔

رشوت اور حکام | قرآن پاک کی جو آیت شروع میں گذری ہے اس میں تحریم رشوت کے ساتھ حکام کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ معاشرہ میں سب سے زیادہ وہی ملوث ہوتے ہیں۔ آج بھی عدالتوں میں، کچہریوں میں، سرکاری اور نیم سرکاری دفتروں میں اور نجی تجارتی اداروں میں غرض ہر جگہ رشوت کی گرم بازاری اور نت نئی شکلوں میں اس کا عمل دخل ملتا ہے کہیں بواسطہ اور کہیں بلا واسطہ۔ کہیں نقد اور کہیں دوسرے ناجائز مفاد کی شکل میں۔

درآنحالیکہ ہر محکمہ کا ذمہ دار درحقیقت عوام اور رعایا کے حقوق کا محافظ اور اپنے شعبہ کا امین ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے اس فرض میں کوتاہی اور خیانت کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ درحقیقت حدود اللہ کے توڑنے کے ساتھ حکومت کی عمارت میں شگاف ڈالنے کا مرتکب ہوتا ہے جس کی سزا نہایت دردناک ہے۔

تحفہ اور حکام | حکام کے لیے رشوت کے حرام ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہدیہ اور تحفہ جواز دیا و تعلق و محبت کی علامت ہے۔ اور جس کا حکم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "تہادوا تحابوا" کے واضح الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے۔ لیکن حکام کے لیے تحفہ قبول کرنے کی ممانعت کی گئی ہے کہ وہ بھی رشوت میں داخل ہے۔ فرمایا:

ھدایا العمال حرام کلھا ؎۲۶

حکومت کے کارپردازوں کے لیے ھدیہ قبول کرنا یکسر حرام ہے۔

اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخذ الامیر الهدیة کفر وقبول القاضی الرشوة کفر[۲۷] — امیر کا ہدیہ لینا اور قاضی کا رشوت قبول کرنا دونوں کفر کی طرح ہیں۔

اور

هدایا السلطان سحت وغلول[۲۸] — سلطان کو ہدیوں کا لینا خیانت اور حرام ہے۔

اور

الهدایا للامراء غلول[۲۹] — امراء کے لیے ہدایا لینا خیانت ہے۔

ہاں چند شرائط کے ساتھ حکام اور دوسرے ذمہ دار لوگوں کو تحفہ دینا اور ان لوگوں کا اس کو قبول کر لینا جائز ہے[۳۰]

۱۔ جب از راہ اخلاص اور کسی توقع کے بغیر پیش کیا جائے۔

۲۔ اس سے کوئی غرض وابستہ نہ ہو۔

۳۔ سابقہ تعلقات نہ ہوں۔

عہد نبوی میں ایک علاقہ کا حاکم لتبیہ نامی ایک مرتبہ صدقات و زکوٰۃ کی رقمیں جمع کر کے دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ تو اس نے رقمیں پیش کر کے عرض کیا کہ یہ آپ کا واجب الوصول ہے اور یہ مجھے بطور ہدیہ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضورؐ منبر پہ کھڑے اور ایک تاریخی خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا کہ[۳۱]

"عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے والدین کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہا اور پھر دیکھتا کہ گھر بیٹھے اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ اس مال میں سے جو کچھ بھی رکھے گا وہ قیامت میں اپنی گردن پر لاد کر لائے گا۔ اونٹ، گائے، بکری جو بھی ہو"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنے دور حکومت میں ہدایا قبول نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کا سبب دریافت کیا گیا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیے قبول فرمایا کرتے تھے تو آپ کیوں انکار کرتے ہیں؟ فرمایا کہ حضورؐ کو نبوت کی وجہ سے تحفہ دیا جاتا تھا اس لیے اس کی صورت نہیں بدلتی تھی۔ مگر ہمیں حکومت کی وجہ سے ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اس لیے اس کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ وہ ہدیہ نہیں رہتا۔ بلکہ رشوت بن جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے اپنے تمام حاکموں کو لکھا "لاتقبلوا الہدیۃ فانہا رشوۃ" یعنی ہدیہ قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت ہوتا ہے۔

رشوت اور فیصلہ آج یہ ایک انتہائی غلط تصور عام ہو چکا ہے کہ حکام اور ذمہ دار منصب والوں کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرانے سے فی الواقع اور عنداللہ بھی وہ فیصلہ جائز اور برحق ہوتا ہے۔ حالانکہ مقدمات فیصل کرنے میں رشوت لینا بجائے خود حرام ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

کل لحم انبتہ السحت فالنار اولی بہ قیل وما السحت قال الرشوۃ فی الحکم۔ ۵۴	ہر وہ جسم جو حرام مال سے نشوونما پائے وہ آگ میں جلائے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔ دریافت کیا گیا کہ "السحت" سے کیا مراد ہے فرمایا فیصلہ کرنے میں رشوت لینا۔

دوسری جگہ سخت وعید کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

لعن آخذ رشوۃ فی الحکم کانت ستراً بینہ وبین الجنۃ ۵۳	فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والے پر لعنت کی گئی ہے وہ رشوت اس شخص اور جنت کے درمیان حائل ہو جائے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ:-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم ۳۴

کہ اللہ جل شانہ نے فیصلہ کرنے میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت کی ہے۔

یہاں تک کہ رشوت لے کر فیصلہ کرنے والے کے عمل کو کفر کے برابر سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ:-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرشوۃ فی الحکم کفر وھی بین الناس سحت ۳۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینا دینا کفر ہے اور لوگوں کے درمیان باہمی رشوت کا لین دین حرام ہے۔

دوسری بات یہ کہ بقول مولانا ابوالکلام آزاد،

"رشوت خور حاکم کے فیصلہ سے ناجائز بات جائز نہیں ہوسکتی ۳۶"

امام ترمذی نے اپنی جامع میں ایک مستقل باب ہی قائم کیا ہے:-

"باب ما جاء فی التشدید علی من یقضی لہ بشئ لیس لہ ان یاخذہ"

اور پھر اس کے تحت درج ذیل حدیث درج کی ہے ۳۷

عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم انکم تختصمون الیّ وانما انا بشر ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فان قضیت لاحد منکم بشئ من حق اخیہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار فلا یاخذ منہ شیئاً۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس اپنا تنازعہ لے کر آئے مگر میں بھی ایک انسان ہی ہوں اور ممکن ہے تم میں سے کوئی فریق اپنی تیز زبانی سے دوسرے پر سبقت لے جائے۔ اگر میں کسی چیز کا فیصلہ کر دوں اور وہ درحقیقت اس کے ساتھی کی ہو تو سمجھ لو کہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں پس اس کو اس میں سے ناحق نہ لینا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس خوفناک انجام کے فرمان کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو فریقین اپنا تصفیہ کرنے دربار نبوی میں آئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حق میں دستبردار ہونے پر مصر ہونے لگا۔
عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار و رئیس فیصل کرتے تھے۔ وہ لوگ قانون کی زد سے بچنے کے لیے علانیہ رشوت دیتے تھے اور ان کے قاضی علانیہ لیتے تھے اور اس طرح وہ توراۃ کے احکام پر پردہ ڈال کر ناحق فیصلے کرتے تھے۔
علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ توراۃ کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خواری ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں ان کے اسی گناہ کی پردہ دری کی گئی ہے:۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ الخ"

"پیٹ میں آگ بھرنا" اس لیے فرمایا کہ یہود دنیا کی اس معمولی دولت کے لالچ میں آکر خدا کے احکام میں ردو بدل اور منشائے الٰہی میں تحریف پیٹ ہی کی خاطر کرتے تھے۔ ۳۸

سفارش اور رشوت

"جائز اور ناجائز، حلال و حرام اور گناہ و ثواب کا امتیاز اٹھ جانے کے باعث سفارش کرنا اور کرانا ایک فیشن، رسم اور رواج کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ حالانکہ سفارش صرف حق کے لیے جائز ہے۔ ورنہ ناجائز حرام اور گناہ ہے۔ اسی لیے حق تعالیٰ فرماتے ہیں ۳۹:۔

من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا و من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا ط	جو کوئی نیک بات کی سفارش کرے گا اس کو اس میں سے حصہ ملے گا۔ اور جو کوئی بری بات کی سفارش کرے گا اس پر بھی اس میں سے بوجھ پڑے گا۔

یعنی اگر وہ کسی نیک اور اچھی بات کے لیے مشروع طریق پر سفارش کرے گا تو وہ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیر کے اجر کا مستحق ہو گا۔ جیسے کسی دولت مند سے کسی محتاج کی سفارش کر کے کچھ دلا دینا
طرح دلانے والا بھی خیرات کے ثواب میں داخل ہو جائے گا۔ لیکن اگر کسی غیر شرعی کام کے
خواہ وہ بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو سفارش کرے یا کسی بُرے کام کے لیے سفارش
ے تو وہ اس میں اس وقت تک کے لیے شریکِ گناہ رہے گا جب تک کہ اس کی سفارش
نا پر برے کام کرنے والا اُسے جاری رکھے گا جیسے کسی بدمعاش، چور، رہزن اور فریب
سفارش کر کے اُسے چھڑا لیا جائے۔ اور وہ پھر ویسے جرائم شروع کر دے۔ تو جب تک
جرائم کا سلسلہ جاری رہے گا۔ سفارش کرنے والا اس وقت تک اس گناہ میں شریک
ہ گا۔ اس لیے سفارش کرنے سے قبل کام کی نوعیت اور حقیقت معلوم کر لینی ضروری ہے۔
ہیں انسان خود ہی مبتلائے عذاب نہ ہو جائے۔ سفارش کو مؤثر بنانے کے لیے ہدیہ وغیرہ
ل نہ کرے کہ یہ رشوت میں شمار ہو گا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ:

ن شفع لاحد شفاعۃ فاھدی عدیۃ علیھا فقبلھا فقد اتی عظیماً من ابواب الربا۔	جس نے کسی کی کوئی سفارش کی اور اس پر اسے کوئی ہدیہ دیا اور اس نے قبول کر لیا تو یہ سود کے شعبوں میں سے بڑے شعبہ کا مرتکب ہوا۔

مُلا علی قاری نے لکھا ہے کہ:۔

"سود شریعت میں وہ زیادتی ہے جو عوض سے خالی ہو اور معاملہ میں شرط قرار دی
ہو۔" ۵۵

تو جس طرح سود حرام ہے۔ ویسے ہی ایسا ہدیہ بھی حرام ہے۔ احیاء العلوم میں ہے کہ
رت عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ قرآن مجید میں "اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ" آیا ہے۔
حت کیا ہے؟

فرمایا کہ کوئی تمہاری حاجت پوری کر دے اور تم اس کو ہدیہ دے دو۔ امام غزالیؒ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ مسعودؓ کی اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی بات کہدی جائے جس میں کوئی مشقت کا کام نہ کرنا پڑے بلکہ محض اللہ کے لیے کیا ہو تو پھر اس پر کچھ لینا جائز نہیں۔

حضرت عائشہؓ کے متعلق نے کسی کی سفارش کی اس نے ان کو ایک باندی پیش کی تو آپ غصہ ہوئے اور واپس کر دی۔ اور کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمھارے دل میں یہ بات ہے تو میں تمھاری حاجت کے متعلق کوئی بات نہ کہتا۔ اور اب جو تمھاری حاجت باقی رہ گئی ہے اس کی بابت کچھ نہ کہوں گا۔

لیکن اگر جائز سفارش میں کوئی مشقت کا کام کرنا پڑے جیسے جانا، آنا، کسی کو لانا لے جانا وغیرہ تو بقول امام غزالیؒ اگر اس پر کچھ لیا تو وہ اس کام کی اجرت بن جائے گی۔"

قانون سازی اور رشوت یہ ایک حقیقت ہے کہ رشوت کا کاروبار قانون سازی کی وجہ سے فروغ پا رہا ہے۔ آئے دن نئے نئے قانون بنائے جا رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے نئے نئے محکمے وجود میں لائے جاتے ہیں۔ اور ان کے لیے نئے نئے ضابطے (PROCEDARE) اور نئے نئے قواعد (RULES) بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح عوام و خواص پر افسروں و اہلکاروں کی گرفت و حکومت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ ہر نیا قانون، نیا محکمہ اور نیا ضابطہ رشوت ستانی کے نئے نئے دروازے کھول دیتا ہے۔ جہاں تک قانون سازی اور محکمہ سازی کا تعلق ہے ہماری حالت اس بادشاہ کی سی ہے جس کا سائیس اس کے گھوڑوں کے دودھ میں سے ایک سیر دودھ روزانہ اپنے لیے نکال لیتا تھا کسی نے بادشاہ کو خبر کر دی۔ تو اس نے اس سائیس کی اصلاح کی بجائے اس پر نگرانی کے لیے ایک انسپکٹر مقرر کر دیا۔ انسپکٹر صاحب بھی سفارشی کوٹے سے آئے تھے۔ اس لیے انھوں نے آتے ہی سائیس سے پانچ سیر دودھ وصول کرنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس کی بھی شکایت ہوگئی تو بادشاہ نے بنیادی نقص دور کرنے کے بجائے ان دونوں پر سپرنٹنڈنٹ تعینات کر دیا۔ اتفاق سے اس "غریب" کا کنبہ زیادہ تھا۔ اس لیے اس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے لیے کفایتہ آٹھ دس سیر دودھ وصول کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گھوڑے دبلے ہونے شروع ہو گئے۔ سائیس سب کو دودھ دینے کے بعد قریبی نہر سے دودھ کے مشکوں میں پانی بھر کر رکھ دیتا۔ ایک روز خود بادشاہ معائنہ کے لیے اصطبل میں آ گیا۔ اس نے دودھ کے مشکوں میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پھدکتی دیکھیں۔ سائیس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

سائیس نے باادب کہا:

"حضور کا انتظام پھدک رہا ہے "

یہ جواب سن کر بادشاہ حیران ہوا اور اس نے کہا۔

"کبھی انتظام بھی پھدکتا ہے؟"

سائیس نے دست بستہ عرض کیا

"حضور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟"

اور سارا واقعہ من وعن سنا دیا۔ اس پر بادشاہ نے اپنی غلطی کو محسوس کیا کہ انتظام بدلنے کے بجائے سائیس کی ذہنیت واخلاق کو بدلنے کی ضرورت تھی۔ اس لیے اسی وقت انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ اور سائیس کی اصلاح کی فکر کے ساتھ ساتھ اس کی تنخواہ بھی بڑھا دی۔ تاکہ وہ اپنی جائز ضروریات کے لیے ناجائز وسائل اختیار نہ کرے"[۴۵]

خود ہمارے ملک میں بھی انسداد رشوت ستانی کے لیے تعزیرات ہند میں سخت قوانین موجود ہیں۔ انسداد رشوت ستانی کا ایک مستقل محکمہ ہی قائم ہے۔ لیکن اس کو کیا کہیے، خود اس محکمے میں رشوت کا بازار پورے زور سے گرم ہے۔

آخری بات! مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ آج سماج میں خود غرضی اور مفاد پرستی کا جو دور دورہ ہے وہ درحقیقت رشوت اور سود ہی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ ایک طاقتور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قوم کی عمارت اسی بنیاد پر مستحکم ہوتی ہے کہ اس کے افراد باہم پشتیبان ثابت ہوں اور اس کے تمام عناصر اس طرح جڑے ہوئے ہوں کہ انھیں ایک دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہ ہو۔ لیکن جس قوم میں رشوت اور سود کا عموم ہو جائے وہاں اتحاد کے بجائے افتراق، انارکی، تشتت اور انتشار کی کارفرمائی نظر آئے گی۔ اور آج تمام اقوام عالم اسی خطرناک دور سے گذر رہی ہیں۔

حوالے

(۱) سیرت النبی مصنفہ علامہ سید سلیمان ندوی جلد ۶ صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ۔

(۲) کلام پاک سورۂ بقرہ آیت : ۲۱

(۳) قرآن مجید سورۂ بقرہ آیت ۳۱

(۴) " " اعراف " ۳۲

(۵) " " " " "

(۶) آلوسی بغدادی : روح المعانی جلد : ۲ صفحہ : ۶۰

(۷) سید رشید رضا مصری تفسیر المنار مرتبہ مفتی محمد عبدہ جلد : ۲ صفحہ ۱۹۰

(۸) عبدالماجد دریا بادی : تفسیر ماجدی اُردو جلد : ۱ صفحہ ۷۳ لاہور اڈیشن

(۹) تفسیر المنار جلد : ۲ ص : ۱۸۰ ، ۱۹۰ مطبع منار مصر

(۱۰) ابو حیان اندلسی : البحر المحیط جلد ۲ ص ۵۶ مطبوعہ مصر

(۱۱) لباب التاویل فی معانی التنزیل المسمی بہ تفسیر خازن جلد ۱ ص ——— مطبوعہ مصر

(۱۲) روح المعانی جلد : ۲ ص : ۶۰ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر۔

(۱۳) لغات القرآن مرتبہ مولانا عبدالرشید نعمانی جلد : ۲ ص ۱۰۶ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی

(۱۴) تفسیر طبری جلد ۲ : ص : ۱۰۴ مطبعۃ المیمنیہ مصر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۵) تفسیر روح المعانی جلد : ۲ ص : ۴۰

(۱۶) فخرالدین رازی : تفسیر کبیر جلد : ۲ ص ۲۱۱

(۱۷) البحرالمحیط جلد : ۲ ص : ۵۶

(۱۸) ایضاً۔

(۱۹) حافظ ابوالبرکات نسفی : مدارک التنزیل مطبوعہ افضل المطابع

(۲۰) مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص : ۲۱۲۔ کنزالعمال جلد : ۳ ص ۲۱۰

(۲۱) ترمذی کتاب الاحکام

(۲۲) شیخ علی متقی : کنزالعمال جلد : ۲ ص : ۲۱۰

(۲۳) کنزالعمال جلد : ۳ ص : ۲۱۵

(۲۴) مسند طیالسی حدیث نمبر ۲۲۷۶ و مسند ابن حنبل جلد : ۲ : ص ۱۶۴

(۲۵) مسند ابن حنبل جلد : ۵ ص : ۲۷۹ ، کنزالعمال : جلد : ۳ ص : ۲۱۰ ،
اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم ج ۷ ص ۱۶۵

(۲۶) کنزالعمال جلد : ۳ ص : ۲۱۰

(۲۷) ایضاً

(۲۸) ایضاً

(۲۹) ایضاً

(۳۰) یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ انسان کا ضمیر خود بہت بڑا محاسب ہے۔ اس لیے ان شرائط کو اپنی بدعملی کے لیے وجہ جواز نہیں بنانا چاہیئے۔ یہ گنجائش محض رخصت ہے ورنہ عزیمت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اگر ہدایا اور تحائف میں یہ شرائط بدرجۂ اتم موجود بھی ہوں تو بھی اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

(۳۱) جامع صحیح البخاری باب ہدایا العمال اور باب الزکوٰۃ ، سیرت النبی جلد : ۶ ص ۵۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۲۔ ابن جریر بحوالہ کنز العمال جلد: ۳ ص: ۲۱۱
۳۳۔ کنز العمال جلد: ۳ ص: ۲۱۲
۳۴۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۳۸۷
۳۵۔ المعجم الصغیر للطبرانی
۳۶۔ ترجمان القرآن جلد: ۱ ص: ۲۳۶
۳۷۔ ترمذی ابواب الاحکام و تفسیر المنار جلد: ۲ ص: ۱۹۴
۳۸۔ سیرت النبی جلد: ۶ ص: ۷۰۲
۳۹۔ قرآن پاک: سورۃ النساء، آیت نمبر ۸
۴۰۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد: ۴ ص: ۱۵۵
۴۱۔ اس مقالہ میں "رشوت اور سفارش" اور "قانون سازی اور رشوت" کے عنوانات کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل منشی عبدالرحمان خاں کی ایک مختصر کتاب "بازارِ رشوت" سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر مختصر اور تشنہ ہونے کے باوجود وقیع اور قابل قدر ہے۔ چند سال قبل ہمارے یہاں "معارف" میں تبصرہ کے لیے یہ کتاب عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامی جہلیک ملتان شہر پاکستان سے موصول ہوئی تھی۔

ضروری گزارش

حضرات ممبران ادارہ اور برہان کے خریداروں سے گزارش ہے کہ ادارہ سے آپ حضرات کو یاد دہانی کے خطوط ارسال کیے جا رہے ہیں۔ ان پر فوری توجہ فرمائیں۔ نیز خطوط ارسال کرتے وقت یا منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا پتہ اور خریداری نمبر کا لکھنا نہ بھولیں۔ جو پتہ کی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو۔

(نیاز مند مینجر)

© rasailojaraid.com